**OPEN ACCESS** S

***Journal of Islamic & Religious Studies***

***ISSN (Online):******2519-7118***

***ISSN (Print): 2518-5330***

***www.uoh.edu.pk/jirs***

# سندھ میں اسلامی فتوحات کے آغاز سے فاتح سندھ کی آمد تک کی تاریخ کا تجزیاتی مطالعہ

The History of Sindh from Islamic Conquests to the Arrival of the Conqueror of Sindh: An Analytical Study

Dr. Zabih ur Rehman

Adjunct Faculty Member of Islamic Studies

Pak-Austria Fachhochschule: Institute of Applied Sciences and Technology, Mang, Khanpur

Dr. Rab Nawaz

Assistant Professor, Department of Islamic Studies

HITEC University, Taxila

**Version of Record Online/Print:** 01-12-2020

**Accepted:** 01-11-2020

**Received:** 31-07-2020

**Abstract**

According to the Islamic historical sources, the first voyages of Arab Muslims towards Sindh started during the caliphate period of Hazrat Umar. However, in the historical records, the 77-year-long struggle period of Muslims for conquest and Islamization was neglected until the arrival of Muḥammad bin Qasim. In this article, an analytical study is made about the history of the first period of the arrival and spread of Islam in Sindh from the beginning of the Islamic conquests up to the arrival of the conqueror of Sindh. The study also highlights the geographical identification of the Sindh region and the arrival of the companions of the Prophet (PBUH) and their expedition activities in Sindh. Besides that, the political situation of the Muslims in the Sindh region is discussed as well. The study concludes that before the arrival of Muḥammad bin Qasim, the first phase of Sindh's conquests and Islamization was completed by the extraordinary efforts of the companions of Prophet (PBUH) and Muslim commanders who were sent to the Sindh region. Eventually, this first phase turned out to be an important milestone in the subsequent conquests of Islam.

**Keywords**: Sindh, Makran, Qiqan, thugrul-Hind, Debal

## تمہید:

عرب اور ہند کے تعلقات زمانہ قدیم سے قائم و دائم نظر آتے ہیں۔ تجارت کی غرض سے کئے جانے والے سفروں میں عرب تجار سندھ اور ہند کی بندر گاہوں سے ہو کرچین کی طرف جایا کرتے تھے۔ یہی تعلقات جزیرہ عرب میں اسلام کی روشنی پھیلنے کے بعد سندھ اور ہند میں ایک دوسرا رخ بھی اختیار کرنے لگے۔جس کاباقاعدہ اثر ہمیں مسلمانوں کے تجارتی اسفار اور بعد کی فتوحات میں نظر آتا ہے۔اس سلسلہ میں عام طور پر سندھ کی تاریخ کے حوالےسے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سندھ میں اسلام کی آمدکا آغازحضرت عمر ؓ کے دور حکومت میں ہوا۔ اس کے بعد آٹھویں صدی عیسوی کے شروع میں محمد بن قاسم کی فوجوں کی بدولت دیبل سے لے کر ملتان تک کے علاقے کادولت اسلامیہ میں شامل ہونا اور پھر تیسرے مرحلے میں گیارویں صدی عیسوی میں ترکوں کی آمدجیسےحالات و واقعات کو اجمالی طور پر ذکرکرکے محمد بن قاسم کی فتوحات پرسب سےزیادہ توجہ دی جاتی ہے۔محمد بن قاسم سے پہلےسندھ کی اسلامی تاریخ پر عدم توجہ کی ایک وجہ اس دور سےمتعلق مصادر اسلامیہ میں معلومات کی کمی اوردوسری وجہ سندھ اورہند کو تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط کیا جانا معلوم ہوتی ہے۔ جبکہ اسلامی تاریخ کے مصادر میں قدیم سندھ کو "السند ،بلاد السند،ثغرالہند "اور بسا اوقات "ہند "کے کلمے سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ لہذا سب سے پہلے ضرورت اس بات کی ہےکہ ہم ان اصطلاحات کو سامنے رکھتے ہوئے جغرافیائی اعتبار سے سندھ کی حدود کی وضاحت کریں، تا کہ سندھ کی اسلامی تاریخ کے اس پہلے مرحلے کے (جو کہ سندھ میں اسلام کی آمد کے سلسلے میں ایک کلیدی کردار رکھتا ہے)حالات و واقعات کی گہرائی تک رسائی حاصل ہوسکے۔ اس حوالے سے تاریخ سندھ پر اجمالی شکل میں کافی تحریریں موجود ہے مگر محمد بن قاسم کی آمد سے پہلے کے دور پر مستقل کام کی کمی تاحال پائی جاتی ہے۔

## سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

**تاریخ سندھ:** یہ کتاب سید سلیمان ندوی کی تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے سندھ کی اسلامی تاریخ کا اجمالی نقشہ بیان کیا ہے۔ "تاریخ سندھ" ہی کے نام سے ایک کتاب سید ابو ظفر ندوی کی تصنیف کی شکل میں بھی موجود ہے۔ جس کا منہج بھی مذکورہ بالا کتاب سے ملتا جلتا ہے۔

**تاریخ سندھ:** یہ کتاب اعجاز الحق قدوسی کی تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے قبل از اسلام رائے حکومت سے لے کر ۱۹۴۷ تک کی تاریخ کو بیان کیا ہے۔

**تاریخ سندھ:** یہ کتاب مولانا عبدالحلیم شررکی تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے سندھ کی تاریخی ابتداء سے لے کر محمد بن قاسم کے آخر زمانہ تک کے حالات اور فتوحات عرب کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

انگریزی کتب میں درج ذیل کتب اہمیت کی حامل ہیں:

1. Dr. Mumtaz Husain Pathan, History of Sindh, (Hyderabad: Sindhi Adabi Board).
2. Dr. John Jehangir Bede, The Arabs in Sind (712-1026), (Karachi: Endowment Fund Trust For Preservation of the Heritage of Sindh).

## منہج تحقیق:

ذیل میں محمد بن قاسم کی سندھ میں آمد سے پہلے عرب اور سندھ کے تعلقات اور اسلامی فتوحات کی بنیاد پر تاریخ سندھ کے اس پہلےمرحلے کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے، جس کے لئے تاریخ اسلامی کے بنیادی ماخذکی طرف مراجعت کے ساتھ ساتھ موضوع سے متعلق ہم عصر تصنیفات و تحقیقات کا جائزہ لے کر محمد بن قاسم کی آمد سے پہلے سندھ کی اسلامی تاریخ کے اہم پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

## سندھ کا جغرافیہ:

تاریخ اسلامی کے مصادر میں السند یا ثغرالہند کے نام سے ذکر کئے جانے والے علاقے سے موجودہ پاکستان کے صوبہ پنجاب اور خیبر پختون خواہ کو ملانی والی حدود کا علاقہ، صوبہ بلوچستان اور سندھ سمیت بسا اوقات بھارتی گجرات کاکچھ علاقہ بھی مراد لیا جاتا تھا۔[[1]](#endnote-2) جس کی وضاحت کے لئے اگر قدیم سندھ کی تاریخ کا جائزہ لیا جائےتو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل علاقے میں موجود سیاسی طاقتوں کے اکثر بدلتے رہنے کی وجہ سے مصادر اسلامیہ میں سندھ کا حدود اربع بھی مختلف ذکر کیا گیا ہے۔ فتح السند یعنی چچ نامہ کے مطابق رائے خاندان کے حکمران سہرس دوم کے دور حکومت یعنی ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں سندھ کی حدود کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے :"مشرق میں کشمیر، مغرب میں مکران، جنوب میں بحرہند ، شمال میں کردان و کیکانان(قیقان)[[2]](#endnote-3) کے پہاڑوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔[[3]](#endnote-4)

محتملاً حدود کی یہی تقسیم رائے خاندان کے بعد اقتدار میں آنے والے برہمن خاندان کے سربراہ حکمران چچ بن سیلائج(آٹھویں صدی عیسوی) کے دور حکومت میں بھی قائم رہی۔[[4]](#endnote-5) دسویں صدی عیسوی کے ایک عربی مورخ اور جغرافیہ دان ابن حوقل، جس نے سندھ کا پہلا نقشہ ہم تک پہنچایا، کے مطابق سندھ کو چار انتظامی علاقوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ پہلا منصورہ،[[5]](#endnote-6) دوسرا ملتان، تیسرا ویھند[[6]](#endnote-7) اور چوتھا بودھیہ[[7]](#endnote-8)۔[[8]](#endnote-9) اسی طرح مقدسی کے مطابق بھی سندھ کا علاقہ مکران ، طوران، منصورہ، ویھند اور ملتان کے صوبوں پر مشتمل تھا۔[[9]](#endnote-10) تحفتہ الکرام کے مطابق چچ کا اقتدار میں آنا اور ملکی نظام سنبھالنا ہجرت النبیﷺکے پہلے سال کے قریب ہوا۔[[10]](#endnote-11)

## سندھ اور عرب کے تعلقات:

یہ بات معلوم ہے کہ عرب لوگ اسلام سے قبل بھی سمندر کے راستے افریقہ ، ہندوستان اور چین کی طرف اپنے تجارتی سفر کیا کرتے تھے۔عرب تجار شام اور مصر سےبحری جہازوں میں اپنا تجارتی سامان لادکر حجاز کے خطے میں بحر احمر کے ساحل سے ہوتے ہوئے یمن پہنچاکرتے تھے۔ ان جہازوں میں سے کچھ ملک حبشہ اور افریقہ کی راہ اختیارکرتےجبکہ بعض عمان ، عراق اورخلیج فارس کی بندرگاہوں سے ہوتے ہوئے موجودہ بلوچستان ، سندھ اور جنوبی ہند کی بندرگاہوں کا رخ کرتے اور پھر اسی سفر کو آگے بڑھاتے ہوئے (سیلان) سری لنکا،خلیج بنگال سے ہوتے ہوے چین تک جایا کرتے تھے۔[[11]](#endnote-12) جغرافیائی اعتبار سے سندھ کے قریب ترین عرب علاقے عمان، بحرین اور یمن واقع ہیں۔ خیبر کی فتح (۶۲۸ء/۷ھ)کے بعد ،عمان کے حاکم جیفر بن الجلندی اور اس کے بھائی عبد بن الجلندی کے قبول اسلام کے ساتھ ہی اس خطے میں اسلام پھیلنا شروع ہوگیا۔ جیفر نے عمان میں مرزبان اور اساورہ قبیلے کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ تاہم انہوں نےاس دعوت کوقبول کرنے سے انکار کردیا اور لڑائی کا فیصلہ کرلیا۔ جس کے نتیجے میں ازد قبیلے نے مل کرمرزبان اور اساورہ کے خلاف لڑائی لڑ کر انہیں شکست سے دو چار کر کے صلح کا معاہدہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ بعد میں یہ لوگ علاقہ چھوڑ کر کہیں اور منتقل ہو گئے۔[[12]](#endnote-13)

عرب مسلمانوں کے خلیج عمان کے مشرق میں واقع سندھ کے علاقے میں آنے سے پہلےعمان میں زط (جاٹ) ، میذ(مید) اور سیابجہ جیسےقبائل کے منسوب سندھی لوگ بھی رہتے تھے۔ جاٹ لوگ سیاہی مائل گندمی رنگ کے سندھ سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔"زطیہ "نام سے مشہور ایک لباس بھی انہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔[[13]](#endnote-14) مشہور مؤرخ اور جغرافیا دان اصطخری منصورہ سے ملتان تک کے علاقے کو جاٹوں کا علاقہ بتاتے ہیں۔[[14]](#endnote-15) اس کے علاوہ بھی بہت سے شواہد ایسے ملتے ہیں جو سندھ کے جاٹوں اور عربوں کے قدیم تعلقات کی نشاندہی کرتے ہیں، مثلاً معراج سے متعلق بیان کی جانے والی روایتوں سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی معراج کے موقع پر حضرت موسیؑ سےملاقات ہوئی تو صحابہ کو بیان کرتے ہوئے آپﷺ نے فرمایا کہ موسیؑ ظاہری مشابہت میں جاٹوں کی طرح لگتے تھے۔[[15]](#endnote-16)

اس سےایک تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ رسول اللہﷺ اپنے تجارتی اسفار میں یا کہیں اور جاٹ لوگوں سے مل چکے ہوں گےاور ان کے خدو خال کو جانتے تھے ۔ دوسرا یہ کہ اہل مکہ بھی جاٹ لوگوں سے متعارف ہوں گے کہ رسول اللہﷺ نے صحابہ کو ان کی تشبیہ دے کر سمجھایا۔اسی طرح جب حضرت عائشہ ؓ ایک مرتبہ بیمار ہوئیں تو ان کے اقربا نے ایک زط طبیب سے ان کی بیماری کے بارے میں دریافت کیا ۔ اس پر زط طبیب نے بتایا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔[[16]](#endnote-17) عبدااللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جاٹوں سے ملتے جلتے کچھ لوگوں کو دیکھا۔[[17]](#endnote-18) اسی طرح حضرت ابو بکر ؓ کے دور خلافت میں مرتدین سے جنگ کے لئے حضرت خالد بن ولید ؓکویمامہ کی طرف بھیجا گیا تو ہاتھ لگنے والی مال غنیمت میں سندھی عورت بھی شامل تھیں۔ جو بعد میں حضرت علیؓ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کی والدہ ہوئیں۔[[18]](#endnote-19)

درج بالا چند مثالوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فتوحات کے ذریعے سندھ کے خطے میں اسلام پہنچنے سے پہلے یہاں کے لوگ اپنی معاشرتی زندگی کا پہیہ چلانے کے لئے اور اس دور کے حالات کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے تجارت یا کام کی غرض سے مختلف ممالک جیسے شام ، بصرہ اور جزیرۃالعرب کا رخ کیا کرتے تھے۔جس میں نہ صرف عام لوگ بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی شامل تھے۔دوسرے الفاظ میں سندھ کےلوگوں کا ان علاقوں میں پائےجانے کے دو اہم اسباب ہمارے سامنے آتے ہیں۔ایک تجارت یا کام کی غرض سے اور دوسرا جغرافیائی حدود کا قریب ہونا۔لہذا ، یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سندھ کے باسیوں کو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں پہلے سے کچھ نہ کچھ معلومات کا علم ہوچکا ہو گا۔ اس کے علاوہ ساسانی سلطنت کی فوج میں گھڑ سوار سپاہیوں کا ایک دستہ ہوتا تھا جن کو اساورہ کہا جاتا تھا، جس میں زیادہ تر جاٹ ، سیابجہ اور اندگار جیسےسندھی قبیلوں کے لوگ موجود ہوتے تھے۔ جب یہ لوگ اسلام قبول کر کے آئے تو ابو موسیٰ اشعریؓ نے ان کو بصرہ میں آبادکیا۔[[19]](#endnote-20)

الغرض اسلام سے قبل عربوں کے تجارتی اسفار کی بدولت اہل سندھ کے ساتھ قائم ہونے والے اقتصادی تعلقات ہوں یا ان کی جغرافیائی اعتبار سے عربوں کی ہمسائیگی یا پھر دینی لحاظ سےمماثلت، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ زمانہ قدیم سے عربوں اور سندھیوں کے آپس میں گہرے تعلقات قائم رہے ہیں۔جس کی بنا پر یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ جزیرۃالعرب میں اسلام کے ظہور کے بعد سندھ کی طرف اس کے پھیلاؤ کے لئے کسی حد تک راہ ہموار ہونے کے اسباب میسرتھے۔

## حضرت عمرؓ کا دور خلافت اوروادی سندھ: (۱۳-۲۳ھ/ ۶۳۴-۶۴۴ء)

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں سندھ کی طرف پہلی عسکری پیش قدمی کا ذکر کرنے سے پہلےرسالت مآب ﷺکے زمانے میں صحابہ کے ایک وفد کی سندھ میں آمد سے متعلق بیان کی جانے والی روایت پر بات کرنا مناسب ہوگا۔

روایت کے مطابق: رسول اللہﷺ نے پانچ صحابہ کوایک دعوتی خط دےکر اہل سندھ کی طرف بھیجا ،یہ وفد جب سندھ میں نیران کےعلاقےمیں پہنچا تو(ان کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں) وہاں کے رہنے والے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا، تب ان میں سے دو صحابی واپس آئے اور تین نے وہیں رہائش اختیار کی ۔ ان صحابہ کرام ؓکی بدولت سندھ کی عوام نے اسلام بھی قبول کیا اور اس دین کوبھی سیکھا۔ اس کے بعد جب یہ لوگ سندھ کے خطے میں وفات پاگئے تو ان کو اسی علاقے میں دفن بھی کیا گیا۔[[20]](#endnote-21)

تاہم ہمیں سیرت اور اسلامی تاریخ کے ابتدائی مصادرکو پرکھنے پر ایسی کوئی روایت نہیں مل سکی۔ لہذا اس روایت کوبغیر شواہد کے قبول کرنا درست نہ ہو گا۔ ہماری رائے میں ، اس قسم کی روایات اور حکایات کا وقت کے ساتھ ساتھ معاشرے میں پھیل جانا "من باب الفضیلۃ" قبول کیا جا سکتا ہے۔ سندھ کی تاریخ کے حوالے سے بھی مذکورہ روایت زباں زدِ عام ہو گئی ہو گی اوراسی وجہ سے پاکستان میں بعض واعظ اور مبلغین بھی اپنی تقریروں میں اس روایت کوبیان کرتے ہیں۔

ایک طرف اگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہﷺ کے زمانے میں سندھ کی طرف نہ کوئی وفد آیا اور نہ ہی کوئی دعوتی خط بھیجا گیا تو دوسری طرف ہمیں یہ روایت ملتی ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ ہند میں شہید ہونے والوں کو سب سے افضل شہید اور غازی ہو کر لوٹنے والوں کو جہنم کی آگ سے نجات کی خوشخبری سنائی تو ابو ھریرہ ؓفرمانے لگے کہ: "اگر وہ دن میری زندگی میں آیا تو اپنی جان و مال قربان کردوں گا۔اگر میں شہید ہو گیا تو سب سے افضل شہیدوں میں سے ہوں گا اور اگر لوٹ آیا تو جہنم سے نجات پاچکا ابو ھریرہؓ ہوں گا"۔[[21]](#endnote-22)یہ امر یقینی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی ان بشارتوں کے نائل ہونے کی آرزو نے صحابہؓ کرام کو مشرقی حدود کی طرف جہادی اور تبلیغی سرگرمیوں کو شروع کرنے کا شوق دلایا ہو گا ۔ انہیں سرگرمیوں کے نتیجے میں جہاں ایک طرف فارس کے علاقے میں اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہو رہا تھا تودوسری طرف حضرت عمر ؓ نے خلیج عرب میں تجارتی سفر کرنے والی کشتیوں پر نظر رکھنے کے لئے اور علاقے کے نظم و ضبط کو سنبھالنےکےلیےعثمان بن ابی العاصؓ کو عمان اور بحرین کا والی مقرر کیا۔[[22]](#endnote-23) عثمان بن ابی العاصؓ نے ۶۳۶ء / ۱۵ھ میں یہ عہدہ سنبھالنے کے بعداپنے بھائی الحکم بن ابی العاصؓ کو بحرین کی ذمہ داری سونپی اور خود عمان آکر ایک بحری بیڑہ تیار کر کے تھانہ[[23]](#endnote-24)(ممبئی کے قریب ایک بندر گاہ) پر حملہ کر دیا۔ دوسری طرف اپنے ایک بھائی الحکم ؓکوبروص اور دوسرے بھائی مغیرہ ؓکوسندھ کی بندرگاہ دیبل کی طرف جانے کا حکم دیا۔دیبل کے ساحل پرمغیرہؓ کی مقامی ساحلی دستے کے ساتھ جھڑپ ہوئی ، دشمن کو شکست دے کر مغیرہ ؓکامیابی کے ساتھ لوٹ آئے۔ جب یہ مہم مکمل ہو گئی توعثمان بن ابی العاصؓ نے حضرت عمر ؓ کو اس کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ حضرت عمر ؓ نے اس پر نہ صرف ناگواری کا اظہار کیا بلکہ عثمان بن ابی العاصؓ کو سرزنش کرتے ہوے فرمایا کہ اگر مسلمانوں کو کوئی نقصان پہنچتا تو اس کو میں تمہارے قبیلے سے ہی پورا کرتا۔[[24]](#endnote-25)

فتح السند (چچ نامہ) کے مطابق بھی سندھ کی طرف مسلمانوں کی پہلی فوج کشی۶۳۶ء / ۱۵ھ میں عثمان بن ابی العاص ؓ کی طرف سےاپنے بھائی مغیرہ بن ابی العاص ؓکو بحری بیڑے کا سربراہ بنا کر دیبل کی طرف بھیجے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ اس وقت سندھ کا حاکم چچ بن سیلائیج تھا جو اپنے دور حکومت کے ۳۵سال گزار چکا تھا جبکہ دیبل پر سامہ بن دیوائج نام کے ایک سردار کی حکمرانی تھی۔اس جنگ میں شریک بنو ثقیف کے ایک شخص نے بتایا کہ جب دونوں گروہ آپس میں لڑے تو مغیرہؓ "بسم اللہ و فی سبیل اللہ" کہتے ہوئے جنگ میں کود پڑے اورشہید ہو گئے۔[[25]](#endnote-26)

یہاں اس نکتے کو بیان کرنا ضروری ہے کہ فتح السند میں مغیرہ ؓکی شہادت کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ بلاذری ان کےکامیابی کے ساتھ لوٹ آنے کا ذکر کرتے ہیں۔بلاذری کی نقل کردہ معلومات زیادہ قرین قیاس اور مقبول ہیں کیونکہ اس واقعہ کے بعد بھی مغیرہ ؓکا فارس کے علاقے میں جنگوں میں حصہ لینے اور بصرہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ رہنے کا تذکرہ ملتا ہے۔[[26]](#endnote-27) فتح السند میں ذکر کی جانے والی اسی روایت کے بقیہ حصہ میں والی عراق ابو موسی اشعری ؓ کی طرف سے مکران اور کرمان کے حالات کی جانچ پڑتال کے لئے ربیع بن زیاد الحارثیؓ کو بھیجے جانے کا ذکر ملتا ہے۔جب کہ دوسری طرف عثمان ابن ابی العاص ؓ کا ہند اور سندھ کے حکمرانوں کے ساتھ تلخ تجربے کی روداد بھی ابو موسیؓ تک پہنچا دی گئی تھی۔ ابو موسی ؓ نے جب یہ تفصیلات حضرت عمرؓ تک پہنچائیں تو انہوں نے غزوہ ہند سے منع کر دیا۔[[27]](#endnote-28)

ہماری رائے میں بعض محققین کو ان حالات کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے کہ انہوں نے فتح السند میں بیان کی جانے والی روایت کو دلیل بناتے ہوئےیہ رائے قائم کی کہ ایک لمبے عرصے تک دوبارہ یہاں کوئی عسکری پیش قدمی نہیں کی۔[[28]](#endnote-29)حالانکہ عثمان بن ابی العاصؓ کی سربراہی میں لڑی جانے والی تھانہ، بروص (بھڑوچ) اور دیبل کی عسکری مہمات ۶۳۶ء / ۱۵ ھ میں ہوئیں اور اس کے صرف دو سال بعد سندھ کے حالات کا جائزہ لینےاور معلومات اکٹھی کرنے کے لئے ۶۳۸ء / ۱۷ھ میں عسکری پیش قدمی کی گئی۔ جس کی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں کہ۶۳۸ء / ۱۷ ھ میں حضرت عمر ؓ نے ساسانی حکومت کے خلاف "انسیاح" نام سے مشہور، بڑے پیمانے پر حملوں کی اجازت دے دی۔ جس میں آپؓ نے مختلف علاقوں کے مختلف علمبردار مقرر کیے۔ انہی میں حکم بن عمروالتغلبیؓ کو مکران کے لئے علمبردار مقرر کیا۔ حکم بن عمرو التغلبی ؓ جب مکران پہنچے تو شہاب بن المخارق بن شہاب ؓبھی ان کی مدد کے لئے مکران پہنچ گئے۔اس کے علاوہ سہیل بن عدی ؓاور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان ؓبھی رضاکارانہ طور پران کی مدد کے لئے پہنچ آئے۔صحابہ کرام ؓ کی سربراہی میں مسلمانوں کی اس جماعت نے مکران میں موجود ایک نہر کے قریب پڑاو ڈالا۔اہل مکران بھی اپنے سردار راسل کی قیادت میں مقابلے کے لئے نکل پڑے، دونوں لشکروں کے درمیان کئی دنوں کی شدید معرکہ آرائی کےبعد مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور دریائےسندھ تک کا علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔حکم بن عمروالتغلبیؓ نے فتح کی خبر اور مال غنیمت کا خمس صحارالعبدی ؓکے ذریعے حضرت عمرؓ کو بھیجا ۔ حضرت عمرؓ نے ان سے مکران کے بارے میں پوچھا، تو جواب میں صحار العبدیؓ نے کہا "اے امیر المومنین!وہاں کے میدان پتھریلے ہیں، پانی میلا ہے، کھجوریں نا قابل نوش ہیں، دشمن لڑاکا ہے، بھلائی کم اور شر زیادہ ہے، وہاں کثرت قلت کی مانند ہے اور قلت ضائع ہونے کے مترادف ہے اور اس کے علاوہ جوکچھ بھی ہے اورزیادہ برا ہے"۔ حضرت عمر ؓ نے جب یہ تفصیلات سنی تو قسم اٹھائی کہ جب تک میری اطاعت کی جائےگی وہاںمیرا کوئی لشکرعسکری کاروائی کے لئے نہیں جائے گا۔ اس کے بعد حکم ؓاور سہیلؓ کو خط کا جواب لکھ کر مکران سے اگے بڑھنے سے منع کردیا۔[[29]](#endnote-30)

بعض ہم عصر محققین و مؤرخین نے ان روایات سے طرح طرح کے معانی اور مختلف قسم کی آراء قائم کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ جو ہمارے نزدیک بعید از قیاس ہیں یا غلطی پر مبنی ہیں، مثلاً ترکی کے ایک محقق نے حضرت عمرؓ کے سندھ کے حالات جاننے کے بعد اس علاقے میں دوبارہ فوجی قوت نہ بھیجنے کی قسم اٹھانے کو اس علاقے میں بحری بیڑے کی شکل میں عسکری پیش قدمی کبھی نہ کرنے پر محمول کیا ہے[[30]](#endnote-31) جبکہ صحار العبدی ؓ کی بیان کردہ معلومات کو دیکھا جائے تو اس میں بحری فوج کشی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اگر عثمان بن ابی العاصؓ کی سندھ اور ہند کی طرف بحری کاروائیوں کو مد نظر رکھا جائے کہ جس کی اطلاع ملنے پر حضرت عمرؓ نے ناگواری کا اظہارتو کیا مگربحری سفر نہ کرنے کا کوئی فیصلہ نہیں لیا۔اسی طرح بعض محققین نے حضرت عمرؓ کے اس اظہار ناگواری اور غصے کا سبب آپؓ کےبحری سفر کا ڈر بتایا ہے۔[[31]](#endnote-32) جس کی دلیل وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے علقمہ بن مجزز المدلجیؓ کو لشکر اسلام کی کافی بڑی تعداد دے کربیس بحری جہازوں میں جہاد روم کے لئے روانہ کیا، مگر یہ جہاز طوفان کی نظر ہو گئے اور کوئی سپاہی زندہ نہ بچا۔لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جس واقعہ سے استدلال لیا جا رہا ہے ایک تو وہ روایت درست نہیں اس لئے کہ صحیح روایت کے مطابق یہ بحری مہم روم کی طرف نہیں بلکہ حبشہ کی طرف روانہ کی گئی تھی جس کے راستے میں ہی ساری فوج شہید ہوگئی۔جس پر حضرت عمر ؓ نے بحری مہمات نہ بھیجنے کی قسم اٹھائی اور دوسری بات یہ بھی پیش نظر رہے کہ یہ واقعہ ۲۰ ہجری میں پیش آیا، جوکہ واقعہ سند ھ کی مہم جوئی سے بعد کا ہے لہذا یہ واقعہ مذکورہ بالا دعوے کی دلیل نہیں بن سکتا ۔[[32]](#endnote-33)

 اس کے علاوہ عبدالحلیم شرر،عثمان بن ابی العاص ؓ کی مہمات کے بارےکچھ اس طرح رقم طراز ہیں کہ: ان لوگوں نے سواحل سندھ پر پہونچتے ہی شہر تھانہ پر حملہ کیا۔اور خوب لوٹ مار کر کے مال غنیمت سے لدے پھندے واپس آ ئے۔[[33]](#endnote-34) ایک تو یہ بات کہ تھانہ کی بندر گاہ کو سواحل سندھ میں بتانا یہ درست نہیں ، دوسرا یہ کہ صحابی رسولﷺ کی قیادت میں ایک فوجی مہم کو لوٹ مار کر کے واپس آنے سے تعبیرایک غیر معقول اور نا مناسب تعبیر ہوگی۔ اس کے علاوہ تاریخ اسلامی کے اولین مصادر میں جب ہم ان واقعات سے متعلق روایات کا مطالعہ کرتے ہیں تو عثمان بن ابی العاصؓ کی طرف سے ہند اور سندھ کی طرف بھیجی جانے والی ان مہمات میں غنیمت کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔صرف دیبل کی طرف آنے والے مغیرہ بن ابی العاص ؓ کے بارے میں بلاذری کے یہ الفاظ ملتے ہیں: "فلقي العدو فظفر" یعنی مغیرہؓ کا دشمن سے سامنا ہوا اوروہ کامیاب ہوئے۔

ہماری رائے کے مطابق ان مہمات کا اصل مقصد ہند اور سندھ کے ساحلی علاقوں کے حالات جاننا ، ان کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنےکے ساتھ ساتھ یہاں پر رہنے والے بحری قزاقوں کو ڈرانا ، دھمکانا اور یہ بتانا مقصود تھا کہ اب اسلامی فوج کی تم تک رسائی ممکن ہے۔ یہ اس لئے ضروری تھا کہ ایک سال قبل یعنی ۶۳۵ء / ۱۴ھ کو مسلمانوں نے خلیج فارس کی مرکزی بندر گاہ "ابلہ" کو فتح کرلیا تھا۔[[34]](#endnote-35) اس لیےاب خلیج فارس اور اس کے ملحقہ علاقوں سے گزرنے والے تجارتی بحری جہازوں کی حفاظت مسلمانوں پر عائد ہوتی تھی ۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خلیفہ وقت کی اجازت کے بغیر یہ بحری مہم کیوں سرانجام دی گئی؟ تو ہو سکتا ہے کہ عثمان بن ابی العاصؓ نے، جو ایک تجربہ کار والی تھے، اس کام کو معمولی سمجھا ہوگا اور چونکہ ان مہمات کااصل مقصد کوئی جنگ شروع کرنا نہیں تھا اس لئے انہوں نے حضرت عمرؓ کو مشغول کرنا مناسب نہ سمجھا ہوگا۔اور جب یہ مہم سرانجام پا گئی تو حضرت عمرؓ کو بھی اس کی اطلاع دے دی گئی۔الغرض سندھ اور ہند کے ساحلوں پرپہلی مرتبہ لشکر اسلام کی طرف سے کی جانے والی ان بحری مہمات کا مقصد لوٹ مار کرنا ہرگز نہیں تھا اور نہ ہی ایسا تصورکرنا درست ہو گا۔

دوسری طرف اسلامی فتوحات کی بدولت ۶۳۸ء - ۶۳۹ء / ۱۷ھ - ۱۸ھ میں ہی مسلمان دریائے سندھ تک پہنچ کر مکران کو اپنا مرکز بناچکے تھے۔ خلافت راشدہ کے سنہری دور کے ان ابتدائی سالوں میں صحابہ کرام ؓکی بابرکت شخصیات کی قیادت اور معیت میں اسلامی لشکر کا مکران کو فتح کرنا ایک غیر معمولی بات تھی۔اور اس بات میں کوئی شک نہیں صحابہ کرامؓ دنیا کے جس کونے میں بھی گئے چاہے ان کا جانا تجارت کی غرض سے ہو چاہے جہاد کی غرض سے چاہے تبلیغ کی غرض سے اسلام کی دعوت بہر صورت وہاں پہنچی اور پھیلی۔اگر چہ سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کی گرفت یہاں اتنی مضبوط نہ رہ سکی مگر اس کے باوجود مکران اور اہل مکران اسلام کی روحانیت سے محروم نہ رہےہوں گے۔ مکران کی اس فتح کے بعد جب یہاں کےجغرافیائی حالات حضرت عمرؓ کو بتائے گئے تو انہوں نے امیر لشکر کو مزید آگے بڑھنے سے منع فرمادیا۔جس کے بعد سندھ کی طرف حضرت عمرؓکے دور میں مزید کوئی کاروائی نہیں کی گئی۔

## حضرت عثمان ؓ کا دور خلافت اور وادی سندھ: (۲۳ ھ - ۳۵ ھ/ ۶۴۴ء - ۶۵۶ء)

 ہجرت کے تیئسویں سال بمطابق ۶۴۴ء میں حضرت عمرؓ کی شہادت واقع ہوئی۔ جس کے بعد حضرت عثمان ؓ نے خلیفہ المسلمین کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھالی۔زمانہ خلافت کے ابتدائی سالوں میں حضرت عثمان ؓ سندھ کی طرف کچھ خاص توجہ نہ دے سکے۔۲۹ھ/۶۴۹ءمیں جب ابو موسی اشعریؓ کو بصرہ کی ولایت سے معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہ بن عامر بن کریز ؓکو بصرہ کا والی مقرر کیا گیا تو حضرت عثمان ؓ نے ان کو سندھ کی جانب کسی کو بھیج کر وہاں کے حالات معلومات کرنے کا حکم دیا۔عبداللہ بن کریز ؓنے اس کام کے لئے حکیم بن جبلہ العبدیؓ کی ذمہ داری لگائی۔جب وہ لوٹ کر واپس آئے تو حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے اس علاقے کے حالات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: "اے امیر المؤمنین میں پہلے سے اس علاقے کو جانتا تھااور وہاں سے ہو کر آیا تھا۔حضرت عثمانؓ نےفرمایا: تو کہو کیسا ہے وہ علاقہ؟ حکیم بن جبلہ العبدیؓ نے جواب دیا: وہاں کا پانی میلا ہے، پھل ردی ہے، چور ماہر ہے، اگر لشکر کم ہوا تو ہلاک ہوجائےگا اور اگر زیادہ ہوا تو بھوکھوں مرے گا، یہ سن حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم خبر دینے والے ہو یا مسجع کلام پڑھنے والے۔تو حکیم بن جبلہ العبدیؓ نے کہا : خبر دینے والا۔ اس کے بعد اس طرف کسی نے کوئی عسکری پیش قدمی نہیں کی"۔[[35]](#endnote-36)

حضرت عثمانؓ نے بھی جب وہاں کے حالات کے بارے میں سنا تو مزیدلشکر بھیجنے کے بجائے عبیداللہ بن معمر التیمیؓ کو علاقے کے ضبط و ربط کے لئے روانہ کیا۔عبیداللہ بن معمر التیمیؓ علاقے میں پیش قدمی کرتے ہوئےسندھ نہر تک جا پہنچے۔[[36]](#endnote-37) اس سے یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سندھ کا جو علاقہ فتح کیا گیا تھا وہ عدم توجہ کی بنا پر سیاسی اعتبار سے عدم استحکام کا شکار ہو گیا ۔ جس پر حضرت عثمانؓ نے اس کا دوبارہ کنٹرول سنبھالنے کے لئے عبیداللہ بن معمرؓ کو وہاں معمور کیا۔محتملا عبیداللہ نے علاقے میں موجود بغاوتوں کو رفع کر کےدریائے سندھ تک کے علاقے کو دوبارہ اپنےقبضے میں کر لیا۔ اس کے علاوہ حضرت عثمانؓ کے دور میں سندھ کی طرف کوئی قابل ذکر پیش رفت نہ ہوسکی۔ سوائے اس کے کہ سندھ کی حدود میں شامل قندابیل[[37]](#endnote-38) نام کے شہر میں مسلمانوں کی موجودگی کے شواہد ضرور ملتے ہیں۔چناچہ ابن سعد کی بیان کردہ روایت کے مطابق سہیہ بنت عمیر الشیبانیہ کہتی ہیں کہ قندابیل سے میرے خاوند صیفی بن قسیل کی وفات کی خبر آئی۔اس کے کچھ عرصہ بعدمیں نے العباس بن طریف سے شادی کر لی۔مگر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ میرا پہلا خاوند صیفی بن قسیل لوٹ آیا۔ ہم اس معاملے کو لے کر حضرت عثمان ؓ کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے ہماری طرف دیکھا اور کہا میں اس حال میں کیسے تمہارے درمیان فیصلہ کروں؟ (غالباً گھر میں محاصرے کی حالت کی طرف اشارہ ہے) ہم نے کہا آپ جو بھی فیصلہ کریں گے ہمیں قبول ہو گا۔حضرت عثمان ؓ نے سہیہ کے پہلے خاوند کو مہر اور سہیہ دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا حق دیا۔ تو اس نے مہر لینے کو ترجیح دی۔[[38]](#endnote-39)

صیفی بن قسیل کی قندابیل میں موجودگی سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ حضرت عثمانؓ یا ان کے دور سے بھی پہلےموجودہ وسطی بلوچستان میں مسلمان آباد تھے۔یہ بھی ممکن ہے کہ یہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہونے والی فتوحات کے نتیجے میں یہاں آ کر آباد ہوے ہوں یا پھر کسی تجارتی سفر کی غرض سے یہاں آئے ہوں گے۔ حضرت عثمان ؓ کی حکومت کے آخری چھ سال کافی حد تک سیاسی عدم استحکام کا شکار رہے ۔ جس کے نتیجے میں باغیوں نے ۳۵ھ / ۶۵۶ء میں آپؓ کے گھر کا محاصرہ کر کے آپ کو شہید کردیا۔

## حضرت علیؓ کا زمانہ خلافت اور وادی سندھ: (۳۵ھ - ۴۰ھ/ ۶۵۶ء - ۶۶۱ء)

حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پیدا ہونے والے سیاسی بحران کے نتیجے میں سرپرستی اور سربراہی کا ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے ایسے مشکل حالات میں خلافت کی ذمہ داری سنبھالی کہ ایک طرف ، باغی تو دوسری طرف وہ لوگ جوحضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ چاہتے تھے اور پھردیکھتے ہی دیکھتےواقعہ جمل اور صفین جیسے غیر معمولی معاملات کا سامنا کرنا پڑا۔ان داخلی انتشارات کی وجہ سے خارجی سیاست کی طرف توجہ دینا حضرت علیؓ کے لئے بہت بڑا چیلنج تھا۔ مگر ان حالات کے باوجود حضرت علی ؓ نے دار الحکومت کو مدینہ سے کوفہ منتقل کیا اور خارجی امور پر بھی احسن طریقے سے توجہ دی۔۳۸ھ/۶۵۹ءکے اواخر میں یا ۳۹ھ/۶۶۰ء کے شروع میں الحارث بن مرہ العبدی حضرت علیؓ سے اجازت لے کر رضاکارانہ طور پر سندھ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مہم میں انہیں دشمنوں کے خلاف کامیابی نصیب ہوئی، مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے۔جن میں سے ایک ہزار قیدیوں کوانہوں نے ایک دن میں تقسیم بھی کیا۔[[39]](#endnote-40)

مشہورمؤرخ خلیفہ بن خیاط، حارث بن مرہ العبدی کی سندھ کی فتوحات میں ان کے مکران سے ہوتے ہوئے قندابیل اور پھر قیقان تک جا پہنچنےکو بیان کرتے ہیں۔[[40]](#endnote-41) جبکہ فتح السند میں سندھ کی طرف جو عسکری مہم بھیجی گئی اس کی سربراہی ثاغر بن ذعر کے ہاتھ میں تھی ، جن کو حضرت علیؓ نے خود یہ ذمہ داری سونپی تھی۔ایک اور روایت کے مطابق مسلمانوں کے اس لشکر میں الحارث بن مرہ العبدی نام کا ایک بہادر بھی موجود تھا۔ جس کے ماتحت ایک ہزار گھڑ سوار فوجی، اسلحہ سے لیس تین بہادر جوان جو ہر وقت اس کےساتھ ہوتے تھے۔ جب یہ لشکر جرار مکران پہنچا تو اس کی خبر اہل قیقان کو بھی ہو گئی۔ جس کے نتیجے میں اہل کوہ پایہ اور اہل قیقان نے مل کر ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور قیقان کے علاقے میں مقاومت کے لئے جگہ کا انتخاب بھی کر لیا۔یہ واقعہ۴۲ھ/۶۶۲ء کو پیش آیا۔ یہاں کے لوگ بہادر ، لڑاکا اور جنگ کے ماہر تھے۔ کم و بیش بیس ہزار کا لشکر ان لوگوں نے مسلمانوں کے خلاف تیار کیا۔ جب دونوں لشکر مقابلے کے لئے آمنے سامنے آئے تو قیقانی لشکر نے مسلمانوں کا محاصرہ کرنے کی کوشش کی تو جوابی کاروائی کرتے ہوئے مسلمانوں نے با آواز بلند اللہ اکبر کے نعرے لگائے جس سے وہاں کے پہاڑوں کے درمیان یہ صدا گونجنے لگی۔ نتیجتاً دشمن کے دلوں میں رعب طاری ہوگیااور وہ مغلوب ہوگئے۔ان میں سے کچھ بھاگ گئے اور کچھ نے ہتھیار ڈال دیئے۔پس اس دن سے وہاں اللہ اکبر کی صدائیں سنائی دیتی ہیں۔ اسی اثنا میں حضرت علی ؓ کی شہادت کی خبر آئی تو یہ لشکر قیقان سے واپس مکران آگیا۔مکران پہنچ کر انہیں امیرمعاویہ بن ابو سفیانؓ کے خلیفہ ہونے کی خبر ملی۔[[41]](#endnote-42) جبکہ بلاذری ۴۲ھ/۶۶۲ء میں اہل قیقان کی طرف سے کئے جانے والے حملےمیں سوائے چندلوگوں کے الحارث بن مرہ العبدی اور اس کےسارے ساتھیوں کے شہید ہوجانے کی خبر دیتے ہیں۔[[42]](#endnote-43)

حضرت علیؓ کے عہد میں پیش آنے والے واقعات سے متعلق ان روایات پر غورکیاجائے تو مجموعی طور پر سب مصادر میں الحارث بن مرہ العبدی سے متعلق بیان کردہ معلومات کم و بیش ایک جیسی ہیں کہ الحارث نے قدیم سندھ کے چند بڑے شہر جیسے مکران اور قندابیل(گنداوی) کو فتح کیا۔ جس کے نتیجے میں وہاں سے کافی مقدار میں غنیمت اورقیدی حاصل ہوئے۔ مگر قیقان (قلات)کے معرکے میں شہید ہو گئے۔

حضرت علیؓ کے شہید ہونے کے بعد ، حضرت حسنؓ چھ مہینوں کی قلیل مدت کے لئے خلیفہ ہوئے۔ اس کے بعد اقتدار اموی خاندان کی طرف منتقل ہوگیا۔ امیرمعاویہ بن ابی سفیان ؓنے اس خاندان کے پہلے خلیفہ کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری کا آغاز کیا۔

## اموی سلطنت اور وادی سندھ: امیر معاویہ بن ابو سفیان ؓ (۴۱ھ - ۶۰ھ/ ۶۶۱ء - ۶۸۰ء)

حضرت علی ؓ کی شہادت کے بعدامیر معاویہ بن ابو سفیان ؓ نے اسلامی دنیا کے سربراہ کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھالی۔دارالحکومت کو شام منتقل کیا۔اس عرصے میں ، جب ریاست کے اندرونی انتشار میں کمی ہوئی توفتوحات کی سرگرمیاں ایک بار پھر شروع ہوئیں۔۴۲ھ/۶۶۲ء میں الحارث بن مرہ العبدی کی قیقان کے علاقے میں شہادت کےبعد، ۴۴ھ/۶۶۴ء میں مہلب بن ابی صفرہ اس سرحد پر(سندھ) دوبارہ فتح کے جھنڈے گاڑتے ہوئے آگے بڑھے، کابل اور ملتان کے مابین بنہ اور اہواز[[43]](#endnote-44) کے علاقوں کو فتح کیا۔[[44]](#endnote-45)اس کے بعدقیقان پر حملہ کیاجس میں مہلب کا سامنا ۱۸ ترک گھڑ سواروں سے بھی ہوا۔جو سب کے سب لڑائی میں مارے گئے۔ غالباً مہلب بن ابی صفرہ پہلے عرب سردار تھے جو درہ خیبر سے سندھ کی حدود میں داخل ہوئے۔موجودہ بنوں اورچھوٹالاہور کو فتح کرتے ہوئے ملتان پہنچے اور وہاں سے قیقان یعنی قلات کا رخ کیااور کامیابی سے ان مہمات کو پورا کرتے ہوئے لوٹ آئے۔[[45]](#endnote-46)

 مہلب بن ابی صفرہ کے بعد ۴۵ھ/۶۶۵ء میں عبداللہ بن سوارؓ نے قیقان کا رخ کیا اوروہاں کامیابی حاصل کرنے کےبعد مال غنیمت اور قیقانی گھوڑے لے کر، اپنی جگہ حزاز بن کراز العبدی کو قیقان کا قائم مقام والی بنا کر دار الحکومت واپس آئے اور پھر اس کے بعد ۴۷ھ/۶۶۷ء میں دوبارہ قیقان گئے اس مرتبہ اہل قیقان نے دوبارہ حملہ کیا ۔ جس کے نتیجے میں وہ اسلامی لشکر کی اکثریت سمیت وہیں شہید ہوگئے۔[[46]](#endnote-47)

جبکہ فتح السندکی روایت کے مطابق: " امیرمعاویہ بن ابی سفیان ؓخلیفہ ہوئے تو انہوں نےعبد اللہ بن سوار ؓکو ۴۰۰۰ ہزار فوجیوں کے ساتھ سندھ کی طرف بھیجا اور یہ نصیحت کی کہ سندھ کے علاقے میں کیکانان(قیقان) نامی ایک پہاڑ ہے، جہاں کے لوگ بڑے سخت جان ہیں اور وہاں کے گھوڑےجسامت میں بڑے ہیں۔تم سے پہلے بھی وہاں سے کافی مقدار میں مال غنیمت پہنچا ہے۔ علاقے کے لوگ چالاک اور ضدی ہیں۔ مشکل وقت میں پہاڑوں میں پناہ لیتے ہیں اور دارالخلافہ سے جانے والے والیوں اور فاتحین کے خلاف سازشیں کرتے ہیں"۔جب اسلامی لشکر قیقان پہنچا تو پہلے معرکہ میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی اور کافی مقدار میں مال غنیمت بھی ہاتھ لگا۔ مگر کچھ ہی دیر کے بعد اہل قیقان نے سنبھل کر دوبارہ حملہ کیا تو اسلامی لشکر کو پسپائی کا سامنا کرنا پڑا۔مکران میں پہنچنےوالے چند لوگوں کے علاوہ عبداللہ بن سوار سمیت سب شہید ہوگئے۔[[47]](#endnote-48)

مذکورہ بالا روایات کو سامنے رکھنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مکران ، قندابیل اور قیقان کا علاقہ یعنی موجودہ بلوچستان کا کم و بیش پورا رقبہ حضرت علیؓ کے دور تک فتح ہو چکا تھا۔ مگر یکے بعد دیگرے اسلامی لشکروں کا یہاں آنا سیاسی طور پر مسلمانوں کے اقتدار کے عدمِ استحکام پر دلالت کرتا ہے۔اس کے علاوہ مسلمانوں کو اہل علاقہ کی بہادری ، جنگی مہارت اور خارجی استیلاء کے خلاف سخت مقاومت کا بھی سامنا تھا۔ باوجود اس کے کہ ان علاقوں میں مسلمان عرصہ دراز سےموجودتھے۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ قیقان کی پہلی فتح کے بعد وہاں پر اسلام کی صدائیں ہمیشہ بلند ہوتی رہیں۔

عبداللہ بن سوار العبدیؓ کی شہادت کے بعد۴۸ھ/۶۶۸ء میں امیر معاویہ بن ابو سفیانؓ نےعراق کے والی زیاد بن ابو سفیان کو ایک خط لکھا اور کہا کہ کوئی ایسا آدمی ڈھونڈو جو حدود ہند کی طرف بھیجے جانے کے قابل ہو۔زیادبن ابو سفیان نے اس کام کے لئے سنان بن سلمہ الھذلیؓ کا انتخاب کیا اور اس علاقے کا والی بنا کر بھیجا۔[[48]](#endnote-49) سنانؓ اسلامی فوج کو لے کر حدود ہندکو آئے اور مکران کو فتح کرکے اس علاقے کوترقی دے کر شہری علاقہ بنایا اور اس کے نظام کو درست کیا۔[[49]](#endnote-50) مگر کچھ ہی عرصہ بعد زیاد نے سنان ؓکو معزول کر کے ان کی جگہ راشد بن عمرو الجدیدیؓ کو سندھ کا والی مقرر کیا۔ راشدؓ نے قیقان کی طرف پیش قدمی کی اور مظفر ہو کرغنیمت حاصل کی۔اس کے بعد سندھ کےاندر مزیدعلاقوں کی طرف بھی پیش قدمی کی، حتی کہ ہند کے بعض علاقوں کو بھی فتح کیا۔یعقوبی کے بیان کے مطابق ان دنوں میں ہند شان و شوکت کے اعتبار سے سندھ سے کمتر تھا۔[[50]](#endnote-51) مگر کچھ ہی عرصہ بعدسن پچاس ہجری میں [[51]](#endnote-52) راشد ؓوہاں شہید ہوگئے[[52]](#endnote-53) اور سنانؓ کو دوبارہ سندھ کا والی مقرر کیا گیا۔فتح السندکے مطابق سنانؓ جب دوبارہ اسلامی لشکر کی سربراہی کرتے ہوئےمکران کی طرف روانہ ہوئے تو خواب میں آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا:" کہ اے لڑکے بیشک تو اپنی بہادری کے امتحان کے لئے جارہا ہے، آج کا دن تمہارا دن ہے، عنقریب تمہارے ذریعے اس علاقے کے حالات درست ہوں گے"۔اس کے بعد سنانؓ حدود ہند کی طرف بڑھے ، بہت سے علاقوں کو فتح کرتے ہوئے کیکانان (قیقان) پہنچے۔ راستے میں جس بھی علاقے سے گزرتے وہاں سنن اسلامیہ کی تطبیق کرتے ہوئے جاتے، یہاں تک کہ بودھیہ کے مقام تک پہنچے۔ مگر وہاں دشمن کے اچانک حملے میں شہید ہوگئے۔[[53]](#endnote-54)

سنان بن سلمہ المحبق الھذلی ؓ کی شہادت سے متعلق فتح السند میں بیان کی جانے والی یہ روایت تاریخ اسلامی کے اولین مصادر کی معلومات کے مخالف نظر آتی ہے۔کتب تراجم صحابہ میں سنانؓ کی وفات حجاج بن یوسف کے دور کے آخری حصے میں بتائی جاتی ہے یا پھر ایک روایت کے مطابق۹۰ھ/۷۰۸ء کے قرب و جوار بیان کی جاتی ہے۔[[54]](#endnote-55)

مذکورہ بالا بیانات کو مدنظر رکھا جائے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے ۵۰ ھ میں راشد بن عمر و الجدیدی ؓ کی سندھ میں شہادت کے بعد سنان بن سلمہ المحبق الھذلی ؓ کو دوبارہ حدود ہند (یعنی سندھ ) کا والی مقرر کیا گیا۔ بلاذری کے مطابق سنان ؓ کا یہ دور دو سال کے دورانیہ پر مشتمل تھا۔اس کے بعد عباد بن زیاد کا حدود ہند کی طرف لشکر کشی کرنے کاذکر کیا جاتا ہے۔[[55]](#endnote-56) مگر جب ہم ان کے ورود کے علاقوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ان میں سے کوئی بھی علاقہ حدود ہند یعنی سندھ میں شامل معلوم نہیں ہوتا۔ اس کے بعد المنذر بن الجارود العبدی ؓ سندھ کے والی بنتے ہیں۔ ابن سعد اور خلیفہ بن خیاط ، عبیداللہ بن زیاد کی طرف سے المنذر ؓ کو حدود ہند کا والی مقرر کئے جانے اور۶۲ھ/۶۸۱ء میں ان کی وفات کا ذکر کرتے ہیں[[56]](#endnote-57) جبکہ بلاذری ، المنذر ؓ کی حدود ہند کی طرف تقرری زیاد بن ابو سفیان کی طرف سے کئے جانے کو بیان کرتے ہیں۔[[57]](#endnote-58)

غور کیا جائے تو خلافت راشدہ کے بعد کے دور میں حدود ہند یعنی سندھ کی طرف بھیجے جانے والے والیوں کی تاریخ تقرری اور تاریخ وفات کے بارے میں مصادر میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔جس کی وجہ سے واقعات کا صحیح ارتباط قائم کرنا مشکل ہے۔ مگر سندھ کے گورنروں کی ترتیب تقرری کے حوالے سےتقریبا تمام مصادر کا کسی حد تک اتفاق دیکھنےکو ملتا ہے۔بلاذری عباد بن زیاد کو سندھ کے والیوں میں شمار نہ کرتے ہوئے سنان ؓ کے بعد المنذر بن الجارود ؓکا ذکر کرتے ہیں۔

۶۰ھ /۶۷۹ء میں امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کی وفات کے بعد مسلمانوں کا طرز حکومت خلافت سے سلطنت میں تبدیل ہو گیا۔ یزید بن معاویہ کے دور میں عراق کے گورنر عبید اللہ بن زیادنے المنذر بن الجارود ؓکوسندھ کے گورنر کی حیثیت سے بھیجا تو سنانؓ کے فتح کردہ علاقے میں شورش برپا ہو چکی تھی۔ المنذر ؓ نے دوبارہ بوقان اور قیقان پر حملہ کرکےعلاقے کو فتح کیا۔ اس فتح کے بعدالمنذر نے قرب و جوار کے علاقوں میں بھی عسکری مہمات روانہ کیں ۔جس کے نتیجے میں قصدار(خضدار) اور اس کے ارد گرد کو بھی فتح کر لیا۔ان تمام کاروائیوں میں کامیابی کے نتیجے میں کافی مقدار میں مال غنیمت حاصل ہوا۔ جس کے بعد غالباً ۶۱ھ/۶۸۰ء[[58]](#endnote-59) یا بعض مصادر کے مطابق ۶۲ھ/۶۸۱ء[[59]](#endnote-60) میں المنذر ؓ سندھ کے علاقے میں ہی وفات پاگئے۔[[60]](#endnote-61)

فتح السند میں ذکر کی جانے والی روایت کے مطابق المنذرؓ کی تقرری خلیفہ[[61]](#endnote-62) کی طرف سے ہوئی ، المنذر ؓ جب حدود ہند کی طرف روانہ ہوئے اور تورانی[[62]](#endnote-63) نام کے علاقے میں پہنچے تو بیمار ہوگئے اور اسی بیماری میں ان کی وفات ہوئی۔[[63]](#endnote-64) ان کی وفات کی خبر سنتے ہی ان کا بیٹا الحکم بن المنذر ان کی جگہ سندھ کی فتوحات کو لے کر آگے بڑھا اور قندابیل پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔جبکہ خلیفہ بن خیاط کے مطابق الحکم بن المنذر کے بعدعراق کے گورنر عبیداللہ بن زیاد نے ایک بار پھر سنانؓ کو انہی حدود کی طرف بھیجا۔ جنہوں نے آکر الموقان نامی جگہ کو فتح کیا۔اس کے بعد یزید نے حدود ہند کی طرف عبدالرحمن بن یزید الھلالی کو بھیجا۔[[64]](#endnote-65) المنذر بن الجارود کے بعد اس کے بیٹے الحکم پھر سنان ؓ اور عبدالرحمن کی تقرریوں کے حوالے سے درج بالا معلومات کو صرف خلیفہ بن خیاط نقل کرتے ہیں۔

یزید کے مرنے کے بعد معاویہ بن یزید اقتدار میں آیا مگر کچھ ہی عرصے کے بعد اس نے اقتدار سے استعفیٰ دے دیا اوراس بات کا اختیار لوگوں پر چھوڑ دیا کہ وہ اپنے لئے نئےلیڈرکا انتخاب خود کریں۔۶۴ھ/۶۸۳ء میں لوگوں کو عبد اللہ بن زبیرؓ کی قیادت میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا موقع مل گیا ۔ مگر ٹھیک اسی دوران مروان بن حکم نے دمشق میں خود کو خلیفہ قرار دے دیا۔جس کے نتیجے میں مسلمان پھر دو حصوں میں بٹ کر رہ گئے۔اس عرصے کے دوران سندھ کے علاقے میں کسی قسم کی سرگرمی کے بارے میں مصادر کوئی معلومات فراہم نہیں کرتے۔جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرکزی اقتدار کی تقسیم اور آپس کی چپقلش نے مشرقی حدود کی طرف مسلمانوں کی توجہ نہ ہونے دی۔

۶۵ھ/۶۸۴ء میں جب عبدالملک بن مروان، اموی سلطنت کے تحت پر بیٹھا تو اس نے حجاج بن یوسف کو عرا ق ، سندھ اور ہند کا گورنر مقرر کیا۔غالبا اسی دور میں مکران کے علاقے خاشک میں ایک مسجد کی تعمیر کے شواہد بھی ملتے ہیں۔جس کا تذکرہ یاقوت الحموی نے معجم البلدان میں کچھ اس طرح کیا ہے کہ: " خاشک ، مکران کے شہروں میں سے ایک شہر ہے۔ وہاں ایک مسجد ہے جس کے بارے میں یہ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ مسجد عبداللہ بن عمرؓ کی طرف سے بنائی گئی ہے"۔[[65]](#endnote-66) عبداللہ بن عمر ؓ کی وفات ۷۳ھ /۶۹۳ء میں ہوئی۔ان کےیہاں آنےیا نہ آنے کے حوالے سے کوئی واضح دلیل نہیں ملتی مگر اس دور سے پہلے خاشک نام کے شہر میں مسجد کا پایا جانا بالکل آشکار ہے۔جس سے یہاں مسلمانوں کی آبادی کی دلیل بھی لی جاسکتی ہے۔حجاج نے غالبا۷۵ھ/۶۹۴ء کو مشرقی حدود یعنی مکران اور سندھ کی طرف سعید بن اسلم الکلابی کو والی کی حیثیت سے روانہ کیا۔ سعید جب مکران پہنچے تو وہاں پہلے سے موجود علافیوں[[66]](#endnote-67) میں سے محمد اور معاویہ نے سعید کو قتل کر کے مکران پر قبضہ کرلیا۔[[67]](#endnote-68) یہ اور اس کے بعد والے واقعات پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان واقعات کا محمد بن قاسم کی سندھ کی طرف پیش قدمی سے گہرا تعلق ہے۔جس کی تحقیق و تنقیح کے لئے مستقل بحث کی ضرورت ہے۔

## نتائج :

مذکورہ بالا بیانات، واقعات اور حالات کو سامنے رکھا جائے تویہ کہا جاسکتا ہے کہ:

1. تاریخ اسلامی کے بنیادی مصادر میں السند ،بلاد السند،ثغرالہند جیسی تعبیرات سے موجودہ پاکستان کا اکثر و بیشتر علاقہ مراد لیا جائے گا۔جس کی طرف جغرفیائی معلومات بھی اشارہ کرتی ہیں۔
2. سندھ میں اسلامی فتوحات کے آغاز سے لے کر فاتح سندھ کی آمد تک اسلامی حکومت کی طرف سے کی جانے والی عسکری پیش قدمیوں میں کم وبیش بارہ (۱۲) صحابہ کرام ؓ کی شرکت نے سندھ میں اسلام کے پھیلاؤکے حوالے سے کلیدی کردار ادا کیا۔
3. محمد بن قاسم سے قبل سندھ کے علاقے میں مسلمانوں کو مکمل طور پر سیاسی استحکام حاصل نہ ہونے کے باوجود اسلام کی صدائیں آغاز فتوحات سے ہمیشہ بلند ہوتی رہی ہیں۔ قیقان (قلات) کے علاقے میں تکبیرات کا بلند ہونا اور مکران کے خاشک نامی شہر میں مسجد کا قیام اس کی واضح دلیلیں ہیں۔
4. محمد بن قاسم سے پہلے سندھ میں مسلمانوں کا سیاسی عدم استحکام، اہل سندھ کی بہادری اور جنگی مہارت کے ساتھ ساتھ علاقے کی جفاکشی اور مسلمانوں کی مرکزی حکومت میں پائے جانے والے داخلی انتشارات کی وجہ سے حکومت کی عدم توجہ جیسے اسباب، کی وجہ سے تھا۔
5. حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں شروع ہونے والی مسلمانوں کی محنت جو کم و بیش ستتر سال تک جاری رہی، محمد بن قاسم کی سندھ کی فتوحات اور اسلامائیزیشن کے لئے سنگ میل ثابت ہوئی۔
6. محمد بن قاسم کی قیادت میں سندھ پر کی جانے والی مہمات کے اسباب، اہداف اور نتائج پراب بھی مستقل بحث کرنے کی ضرورت ہے۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).

1. ## حوالہ جات (**References**)

 Lambrıck, Hugh Trevor, *History of Sind, Sindh Before the Muslim Conquest*, (Pakistan: Sindhi Adabi Board, 2nd Edition, 1996), pp: 46-47. [↑](#endnote-ref-2)
2. محققین اور مؤرخین "قیقان" کی تعیین کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ علاقہ موجودہ بلوچستان کےشہر قلات کی جگہ پر واقع تھا۔جبکہ "کردان"سے متعلق کوئی تفصیل سامنے نہیں آتی۔ دیکھیے: قاضی اطہر مبارکپوری، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں، طبع۱ول، ندوۃ المصنفین، اردو بازار جامع مسجد دہلی، ۱۹۶۷ء،ص:۱۳۰۔ یاقوت الحموی، ياقوت بن عبد الله، معجم البلدان، دار صادر بيروت، طبع دوم، ۱۹۹۵ء، ۴: ۴۲۳

Mubārakpūrī, Qāzī Aṭhar, *Hindustān me ‘Arboon ki Ḥakūmatayn*, (Delhi: Nadwah al Muṣannifīn, 1967), p: 130. Yāqūt al Ḥamwī, *Mu’jam al Buldān*, (Beurit: Dār Ṣadir, 2nd Edition, 1995), 4: 423 [↑](#endnote-ref-3)
3. کوفی، علی بن حامد ، فتح السند "چچ نامہ"، ت: د۔ سھیل ذکار، دار الفکرللطباعتہ والنشر، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۲ء، ص:۱۵، نیز دیکھیں:

Lambrik, *History of Sind,* p: 136. Kūfī, ‘Alī bin Ḥāmid, *Fatḥ al Sindh (Chach Nāmah),* (Beirut: Dār al Fikr lil Ṭaba’ah wal Nashr, 1st Edition, 1992), p: 15 [↑](#endnote-ref-4)
4. علی کوفی، فتح السند، ص: ۳۶-۴۱, ۴۶-۵۱

Kūfī, ‘Alī bin Ḥāmid, *Fatḥ al Sindh (Chach Nāmah),* p: 36-41,46-51 [↑](#endnote-ref-5)
5. منصورہ: اسلامی دور میں اس شہر کا نام تھا جس کوبرہمن آباد کے طور پر آج بھی جانا جاتاہے۔موجودہ صوبہ سندھ کے ضلع سانگھڑ میں شہدادپور شہر کے جنوب مشرق میں ۱۸کلو میٹر کی مسافت پر برہمن آباد کے نام ہی سے موجود ہے۔تفصیلات کے لیے دیکھیں:

[Rashid, Nargis](https://search.proquest.com/indexinglinkhandler/sng/au/Rashid%2C%2BNargis/%24N;jsessionid=32830EBECAB49B78FB2932AD015576CE.i-07aeeb3d9baf42601). “Al Mansurah: The Lost City”, [***Journal of the Pakistan Historical Society***](https://search.proquest.com/pubidlinkhandler/sng/pubtitle/Journal%2Bof%2Bthe%2BPakistan%2BHistorical%2BSociety/%24N/1819375/OpenView/1302004285/%24B/5170DF445BE2484BPQ/1;jsessionid=32830EBECAB49B78FB2932AD015576CE.i-07aeeb3d9baf42601)***, Karachi***[*, Vol. 46, Issue: 4,  (Oct 1, 1998), p: 61*](https://search.proquest.com/indexingvolumeissuelinkhandler/1819375/Journal%2Bof%2Bthe%2BPakistan%2BHistorical%2BSociety/01998Y10Y01%2423Oct%2B1%2C%2B1998%243b%2B%2BVol.%2B46%2B%24284%2429/46/4;jsessionid=32830EBECAB49B78FB2932AD015576CE.i-07aeeb3d9baf42601)  [↑](#endnote-ref-6)
6. البیرونی کے مطابق ویھند قندھار کا ایک قصبہ ہے جو سندھ کے مغرب میں واقع ہے۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ عام طور پر ویھند کو سندھ سے الگ اور ھندوستان میں شمار کرتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ قدیم زمانہ میں یہ سندھ ہی میں شامل تھا۔ البیرونی تحقیق ماللھند، عالم الکتب، بیروت، ۱۴۰۳ ھ ، ص: ۱۴۶ ۔ سید سلمان ندوی، تاریخ سندھ، دار الاشاعت، اردو بازار کراچی، طبع اول، ۱۹۹۵ء، ص: ۲۴۱۔

Al Bayrūnī, *Taḥqīq mā lil Hind*, (Beirut: ‘Ālam al Kutub, 1403), p: 146. Syed Salmān Nadvī, *Tārīkh e Sindh*, (Karachi: Dār al Ishā’at, 1st Edition, 1995), p: 241 [↑](#endnote-ref-7)
7. دھیہ یا بدھ: اصطخری کے مطابق یہ خطہ طوران ،ملتان ،منصورہ اور مکران کی سرحدوں سے متصل ہے اور یہ دریائے سندھ کے مغرب کی طرف واقع ہے۔جبکہ سید سلمان ندوی کہتے ہیں کہ بدھ (بودھیہ ) کا علاقہ منصورہ سے سندھ کی مغربی طرف واقع ہے۔ دیکھیئے: اصطخری، ابراهيم بن محمد، المسالک والممالک، دار صادر بیروت،۲۰۰۴ء، ص:۱۷۶۔ ندوی، تاریخ سندھ، ص:۲۳۰

Al Iṣṭakhrī, Ibrāhīm bin Muḥammad, *Al Masālik wal Mamālik,* (Beurit: Dār Ṣadir, 2004), p: 176. Syed Salmān Nadvī, *Tārīkh e Sindh*, p: 230 [↑](#endnote-ref-8)
8. ابن حوقل، محمد بن علی البغدادی، صورة الارض، دار صادر، بیروت، ۱۹۳۸ء، ص: ۳۱۷

Ibn Ḥawqal, Muḥammad bin ‘Alī, *Ṣūratul Arḍ*, (Beurit: Dār Ṣadir, 1938), p: 317 [↑](#endnote-ref-9)
9. مقدسی، محمد بن احمد، احسن التقاسیم فی معرفة الاقالیم، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۳ء، ص:۳۴۴ ۔ نیز دیکھیں:

Cunningham, Alexander, *The Ancient Geography of India I*, (London: Turibner and Co., 1871), p: 248-249. Al Maqdasī, Muḥammad bin Aḥmad, *Aḥsan al Taqāsīm fī Ma’rifah al Aqālīm*, (Beirut: Dār al Kutub al ‘Ilmiyyah, 2003), p: 344 [↑](#endnote-ref-10)
10. ٹھٹھوی، میر علی شیر قانع، تحفتہ الکرام ، مترجم: اختر رضوی، سندھی ادبی بورڈ جامشورو، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۹

Thathvī, Mīr ‘Alī Shyr Qāni’, *Tuḥfah al Kirām*, Translated by Akhtar Rizvī, (Jāmshoro: Sindhī A’dbī Board, 2006), p: 19 [↑](#endnote-ref-11)
11. ندوی، سید سلیمان، عرب و ہند کے تعلقات، دار المصنفین اعظم گڑھ، انڈیا، ۲۰۱۰ء، ص: ۵، ۶

Syed Salmān Nadvī, *‘Arab o Hind k Ta’alluqāt*, (A’ẓamgarh: Dār ul Muṣannifīn, 2010), pp: 5, 6 [↑](#endnote-ref-12)
12. صحاری، سلمہ بن مسلم، الانساب، ت: محمد احسان الناس، طبع چہارم، ۲۰۰۶ء، ۲:۷۶۴، ۷۶۵

Al Ṣaḥārī, Salmah bin Muslim, *Al Ansāb*, (4th Edition, 2006), 2: 764, 765 [↑](#endnote-ref-13)
13. ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب،دار صادر،بیروت، طبع، سوم، ۱۹۹۳ء، ۷: ۳۰۸

Ibn Manẓūr, Muḥammad bin Mukarram, *Lisān al ‘Arab*, (Beurit: Dār Ṣadir , 3rd Edition, 1993), 7: 308 [↑](#endnote-ref-14)
14. اصطخری ، ، المسالک والممالک، ص: ۳۵

Al Iṣṭakhrī, Ibrāhīm bin Muḥammad, *Al Masālik wal Mamālik,* p: 35 [↑](#endnote-ref-15)
15. طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ت، حمدی عبدالمجید سلفی، طبع، دوم، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ، ۱۹۹۴ء، حدیث رقم : ۱۱۰۵۷

Al Ṭabarānī, Sulaymān bin Aḥmad, *Al Mu’jam al Kabīr*, (Cairo: Maktabah Ibn Taymiyyah, 1994), Ḥadīth # 11057 [↑](#endnote-ref-16)
16. بخاری، محمد بن اسماعیل ، الادب المفرد، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، طبع، سوم، ۱۹۸۹ء، ص:۶۸

Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismā‘īl, *Al Adab al Mufrad*, (Beirut: Dār al Bashā‘ir al Islāmiyyah, 3rd Edition, 1989), p: 68 [↑](#endnote-ref-17)
17. ابن الفاکھی، محمد بن اسحاق، اخبار مکہ فی قدیم الدھر و حدیثہ، ت: عبدالملک بن عبداللہ، دار حاضر بیروت، طبع دوم، حدیث رقم: ۲۳۲۱

Ibn al Fākihī, Muḥammad bin Isḥāq, *Akhbār Makkah fī Qadīm al Dahar wa Ḥadīthihī*, (Beirut: Dār Ḥāḍir, 2nd Edition), Ḥadīth # 2321 [↑](#endnote-ref-18)
18. ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار صادر، بیروت، ۱۹۶۸ء، ۵: ۹۱۔ ابن قتیبہ، عبداللہ بن مسلم الدینیوری، المعارف، ت: ثروت عکاشہ، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتب، قاہرہ، ۱۹۹۲ء، ص: ۲۱۰

Ibn Sa’ad, Muḥammad bin Sa’ad, *Al Ṭabqāt al Kubrā*, (Beurit: Dār Ṣadir , 1968), 5: 91. Ibn Taymiyyah, ‘Abdullah bin Muslim, *Al Ma’ārif*, (Cairo: Al Hay’ah al Miṣriyyah al ‘Āmmah lil Kutub, 1992), p: 210 [↑](#endnote-ref-19)
19. البلاذری، احمد بن یحیی، فتوح البلدان، دار ومكتبة الهلال، بيروت، ۱۹۸۸ء، ص: ۳۶۲

Al Balādharī, Aḥmad bin Yaḥya, *Fatūḥ al Buldān*, (Beirut: Dār wa Maktabah al Hilāl, 1988), p: 362 [↑](#endnote-ref-20)
20. قاضی اطہر مبارکپوری، عرب و ہند عہد رسالت میں، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۱۹۱۔ قاضی اطہر مبارکپوری ، العقد الثمین فی فتوح الہند و من ورد فیھا من الصحابہ و التابعین، دار الانصار قاہرہ، ص: ۳۱۔ قاضی اطہر نے اس روایت کو "مجموع الرسائل " نام کے ایک مخطوطہ میں دیکھا جس میں یہ روایت "جمع الجوامع " سے نقل کی گئی ہے۔

Mubārakpūrī, Qāzī Aṭhar, *‘Arab o Hind ‘Ehd e Risālat me*, (Dehli: 2004), p: 191. Mubārakpūrī, Qāzī Aṭhar, *Al ‘Uqd al Thamīn fī Futūḥ al Hind wa Mn Warada fīhā min al Ṣaḥabah wa al Tābi’īn,* (Cairo: Dār al Anṣār), p: 31 [↑](#endnote-ref-21)
21. أحمد بن حنبل الشيباني، مسند احمد، تحقیق: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة بیروت، طبع اول، ۲۰۰۱ء، حدیث رقم: ۷۱۲۸۔

Aḥmad bin Ḥambal, *Al Musnad*, (Beirut: Mo’assasah al Risālah, 1st Edition, 2001), Ḥadīth # 7128 [↑](#endnote-ref-22)
22. الدينوري، المعارف، ص: ۲۶۸-۲۷۹

Al Dīnorī, *Al Ma’ārif*, p: 268, 279 [↑](#endnote-ref-23)
23. تھانہ: ہندوستان کے شہر ممبئ سے شمال کی طرف ۲۰،۲۲ کلو میٹر کی دوری پر قدیم بندر گاہ اور تجارتی شہرہے۔ [↑](#endnote-ref-24)
24. البلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۱۶

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p: 416 [↑](#endnote-ref-25)
25. علی کوفی،فتح السند، ص: ۷۲

Kūfī, ‘Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah),* p: 72 [↑](#endnote-ref-26)
26. یاقوت الحموی، معجم البلدان، ۱: ۴۳۵، ۴: ۲۲۷

Yāqūt al Ḥamwī, *Mu’jam al Buldān*, 1: 435, 4: 227 [↑](#endnote-ref-27)
27. علی کوفی ،فتح السند، ص: ۷۳

Kūfī, ‘Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah),* p: 73 [↑](#endnote-ref-28)
28. Recep Uslu, “*Sind de İslam Fetihleri”* (15-240/636-854) Marmara University Istanbul, 1990, p: 34 [↑](#endnote-ref-29)
29. الطبری، محمد بن جریر ، تاریخ الرسل والملوک، دار التراث، بیروت، طبع دوم، ۱۳۸۷ھ، ۴: ۱۸۱، ۱۸۲

Al Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, *Tārīkh al Rusul wal Mulūk*, (Beirut: Dār al Turāth, 2nd Edition, 1387), 4: 181, 182 [↑](#endnote-ref-30)
30. Recep Uslu, *Sind de İslam Fetihleri*, p: 3 [↑](#endnote-ref-31)
31. شرر، عبدالحلیم، تاریخ سندھ، دلگداز پرس ، لکھنؤ، ۱۹۰۷ء، ص: ۸۲ - ۸۴۔ نیز دیکھیں:

 John Jehangir Bede, The Arabs in Sind (712-1026AD), Karachi 2017, p: 56. ‘Abd al Ḥalīm Sharar, *Tārīkh e Sindh*, (Lacknow: Dilgudāz Press, 1907), p: 82-84 [↑](#endnote-ref-32)
32. الطبری ، تاریخ الرسل والملوک، ۴ ، ص: ۱۱۲

Al Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, *Tārīkh al Rusul wal Mulūk*, 4: 112 [↑](#endnote-ref-33)
33. عبدالحلیم شرر، تاریخ سندھ، ص:۸۳

‘Abd al Ḥalīm Sharar, *Tārīkh e Sindh*, p: 83 [↑](#endnote-ref-34)
34. بلاذری، فتوح البلدان، ص: ۳۳۳

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p: 333 [↑](#endnote-ref-35)
35. ایضاً، ص: ۴۱۶ - ۴۱۷

Ibid., p: 416,417 [↑](#endnote-ref-36)
36. الطبری ، تاریخ الرسل والملوک، ۲: ۲۶۲

Al Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, *Tārīkh al Rusul wal Mulūk*, 2: 262 [↑](#endnote-ref-37)
37. قندابیل: سندھ کا ایک ہرا بھرا اور بہت بڑا شہر ہے۔جو ایک صحرا نما میدان میں واقع ہے اور یہاں پر کھجور وافر مقدار میں پائی جاتی ہے۔ یعقوت الحموی کے مطابق : قندابیل سندھ میں واقع البدھہ نام کے صوبے کا ایک شہر ہے اور قصدار (موجودہ خضدار) سے ۵ فرسخ یعنی کم و بیش ۲۴ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ ہنری ایلیٹ کہتا ہے کہ: قندابیل موجودہ جغرافیائی اعتبار سے قلات اور شکارپور کے درمیان میں گنداوا کے مقام پر واقع تھا۔ دیکھیئے: حدود العالم من المشرق إلى المغرب، مصنف مجھول(۳۷۲ھ)، تحقیق و ترجمہ: السید یوسف الھادی، الدار الثقافية للنشر، القاهرة، ۱۴۲۳ھ، ص: ۱۴۰۔ یعقوت الحموی ، معجم البلدان، ۴: ۴۰۲

 Henry Miers Elliot ve Jhon Dowson, The History Of India as Told By His Own Historians, London, 1867, Vol: 1, p. 386. *Ḥudūd al ‘Ālam min al Mashriq ilal Maghrib*, (Cairo: Al Dār al Thaqāfiyyah lil Nashr, 1423), p: 140. Yāqūt al Ḥamwī, *Mu’jam al Buldān*, 4: 402 [↑](#endnote-ref-38)
38. ابن سعد، الطبقات ، ۸: ۳۴۴

Ibn Sa’ad, Muḥammad bin Sa’ad, *Al Ṭabqāt al Kubrā*, 8:344 [↑](#endnote-ref-39)
39. بلاذری ، فتوح البلدان، ص: ۴۱۷

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p:417 [↑](#endnote-ref-40)
40. خلیفہ بن خیاط، تاریخ، ت،د. اكرم ضياء العمري، مؤسسة الرسالة بيروت، طبع، دوم، ۱۳۹۷ھ،ص: ۱۹۱

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, (Beirut: Mo’assasah al Risālah, 2nd Edition, 1397), p: 191 [↑](#endnote-ref-41)
41. علی کوفی،فتح السند، ص:۷۶-۷۷

Kūfī, ‘Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah),* p: 76,77 [↑](#endnote-ref-42)
42. بلاذری ، فتوح البلدان، ص:۴۱۷

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p:417 [↑](#endnote-ref-43)
43. بنہ اور اہواز: یاقوت الحموی ان شہروں کوبنہ اور لاہور کی شکل میں ذکر کرتا ہے۔ معجم البلدان، جلد: ۱، ص: ۵۰۰-۵۰۱؛ ایک اندازے کے مطابق"بنہ "سےمراد موجودہ بنوں کا علاقہ اور اہواز سے صوابی میں واقع ہونے والا چھوٹا لاہور کے نام کا ایک گاؤں مراد لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ بلاذری نے بھی ان کا محل وقوع ملتان اور کابل کے درمیان بیان کیا ہے۔ بلاذری ، فتوح البلدان، ص:۴۱۷؛ نیز دیکھیں : ضیاءاللہ خان جدون، صحابہ کرامؓ پاکستان میں، نوار خان جدون ریسرچ سنٹر بیسک گدون ، صوابی، ۲۰۱۷، ص: ۳۱، ۳۲۔

Yāqūt al Ḥamwī, *Mu’jam al Buldān*, 1: 500, 501. Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p: 417. Ziaullah Khan Jadūn, *Ṣaḥābah Kirām Pakistan me*, (Swabi: Nūr Khan Jadūn Research Centre Basic Gadūn, 2017), p: 31,32 [↑](#endnote-ref-44)
44. خلیفہ بن خیاط، تاریخ، ص: ۲۰۶۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: بلاذری ، فتوح البلدان، ص:۴۱۷۔ ابن الاثیر ، علی بن ابی الکرم الشیبانی، الکامل فی التاریخ ، ت، عمر عبدالسلام تدمری، دار الكتاب العربي، بيروت ، طبع، اول، ۱۹۹۷ء، ۳: ۴۳، ۴۴

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 206. Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p: 417. Ibn al A’thīr, ‘Alī bin Abī al Karam, *Al Kāmil fil* *Tārīkh*, (Beirut: Dār al Kitāb al ‘Arabī, 1st Edition, 1997), 3: 43,44 [↑](#endnote-ref-45)
45. عبد الحلیم شرر، تاریخ سندھ، ص: ۱۰۲-۱۰۳، نیز دیکھیں:

Irfan Aycan, *Mühalleb b. Ebû Sufre*, (İstanbul: Türkiye Diyanet Vakfı İslâm Ansiklopesi, 2006), 31: 511, 512. ‘Abd al Ḥalīm Sharar, *Tārīkh e Sindh*, p: 102,103 [↑](#endnote-ref-46)
46. خلیفہ بن خیاط، تاریخ، ص: ۲۰۷، ۲۰۸۔ نیز دیکھیے: بلاذری ، فتوح البلدان، ص: ۴۱۷

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 207, 208. Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p:417 [↑](#endnote-ref-47)
47. علی کوفی،فتح السند، ص: ۷۸-۷۹

Kūfī, ‘Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah),* p: 76,77 [↑](#endnote-ref-48)
48. خلیفہ بن خیاط، تاریخ، ص:۲۰۹

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 209 [↑](#endnote-ref-49)
49. بلاذری ، فتوح البلدان، ص:۴۱۷

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p:417 [↑](#endnote-ref-50)
50. یعقوبی، احمد بن جعفر، التاریخ، دار صادر، بیروت، ۲: ۲۳۴

Al Ya’qūbī, Aḥmad bin Ja’far, *Al Tārīkh*, (Beurit: Dār Ṣadir), 2: 234 [↑](#endnote-ref-51)
51. خلیفہ بن خیاط، الطبقات، ص: ۳۴۶

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 346 [↑](#endnote-ref-52)
52. یعقوبی، تاریخ، ۲: ۲۳۴

Al Ya’qūbī, *Al Tārīkh*, 2: 234 [↑](#endnote-ref-53)
53. علی کوفی،فتح السند، ص:۸۲،۸۳

Kūfī, ‘Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah),* p: 82, 83 [↑](#endnote-ref-54)
54. ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفةالاصحاب، ت، علی محمد البجاوی، دار الجیل ، بیروت، ۱۹۹۲، طبع ،اول، جلد :۲ ، ص:۶۵۸؛ نیز دیکھیں: ابن الاثیر ، اسد الغابہ فی تمییز الصحابہ ، ت، علي محمد معوض - عادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية، ۱۹۹۴ء، طبع اول، ۲: ۵۶۰۔ الصفدی، خليل بن أيبك، الوافی بالوفیات، ت: أحمد الارناؤوط وتركي مصطفى، دار احياء التراث بيروت، ۲۰۰۰ء ، ۱۵: ۲۸۶

Ibn ‘Abd al Barr, *Al Istī‘āb fī Ma’rifah al Aṣḥāb*, (Beurit: Dār al Jiyal, 1st Edition, 1992), 2: 658. Ibn al A’thīr, *Usd al Ghābah fī Tamyīz al Ṣaḥābah*, (Beirut: Dār al Kutub al ‘Ilmiyyah, 1st Edition, 1994), 2: 560. Al Ṣafdī, Khalīl bin Aybak, *Al Wāfī bil Wafiyyāt*, (Beirut: Dār Iḥyā’ al Turath, 2000), 15: 286 [↑](#endnote-ref-55)
55. بلاذری ، فتوح البلدان، ص:۴۱۸

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p:417 [↑](#endnote-ref-56)
56. ابن سعد،الطبقات، ۶: ۸۳۔ خلیفہ بن خیاط ، تاریخ، ص: ۲۳۶

Ibn Sa’ad, *Al Ṭabqāt al Kubrā*, 2:83. Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 236 [↑](#endnote-ref-57)
57. بلاذری ، فتوح البلدان، ص:۴۱۸

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p:417 [↑](#endnote-ref-58)
58. ابن سعد، الطبقات ، ۶: ۸۳۔ ابن الاثیر، الکامل، ۳: ۲۰۲۔ ابن حجر، الاصابہ، ۶: ۲۰۹۔ الزركلي،خير الدين بن محمود، الأعلام، دار العلم للملايين، ۲۰۰۲ء، ۷: ۲۹۲۔

Ibn Sa’ad, *Al Ṭabqāt al Kubrā*, 6: 83. Ibn al A’thīr, *Al Kāmil fil* *Tārīkh*, 3: 202. Ibn Hajar , Ibn Ḥajar, *Al Iṣābah*, 6: 209. Al Zarkalī, Khayr al Dīn bin Maḥmūd, *Al ‘A’lām*, (Dār al ‘Ilm lil Malāyīn, 15th Edition, 2002), 7: 292 [↑](#endnote-ref-59)
59. خلیفہ بن خیاط، تاریخ، ص: ۲۳۶

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 236 [↑](#endnote-ref-60)
60. بلاذری ، فتوح البلدان، ص:۴۱۷۔ علی کوفی، فتح السند، ص: ۸۳، ۸۴

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p: 417. Kūfī, ‘Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah),* p: 83, 84 [↑](#endnote-ref-61)
61. خلیفہ سے مراد یہاں غالباً یزید بن معاویہ ہے کیونکہ المنذر ؓکی تقرری ۶۱ھ میں ہوئی اور اس وقت یزید بن معاویہ مسند نشین تھا۔ [↑](#endnote-ref-62)
62. تورانی :مطبع کی خطا ہے یاپھر ترجمہ کرتے ہوئے مترجم نے اسے غلط شکل میں لکھا ہے۔ اصل لفظ "طوران " ہے۔ یعقوت الحموی لکھتے ہیں کہ طوران سرزمین سندھ میں ایک علاقہ ہے جس کا مرکزی شہر قصدار (خضدار)ہے ۔ معجم البلدان، ۴: ۴۸۔

Yāqūt al Ḥamwī, *Mu’jam al Buldān*, 4: 48

 علی کوفی ،فتح السند، ص: ۷۳

Kūfī, ‘Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah),* p: 73 [↑](#endnote-ref-63)
63. ایضاً، ص: ۸۳، ۸۴

Ibid., p: 83, 84 [↑](#endnote-ref-64)
64. خلیفہ بن خیاط، تاریخ، ص: ۲۳۶

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 236 [↑](#endnote-ref-65)
65. یعقوت الحموی، معجم البلدان، ۲: ۳۳۸

Yāqūt al Ḥamwī, *Mu’jam al Buldān*, 4: 48 [↑](#endnote-ref-66)
66. غالباً یہ لوگ عراق، شام اور حجاز میں جاری خانہ جنگی کی وجہ سے یہاں پر آکے بسے تھے۔ [↑](#endnote-ref-67)
67. بلاذری ، فتوح البلدان، ص:۴۱۹۔ علی کوفی،فتح السند، ص: ۸۵، ۸۶

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p: 419. Kūfī, ‘Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah),* p: 85, 86 [↑](#endnote-ref-68)